اِنَّ الفضل بیدِ اللّٰہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ اَن یبعثک ربک مقاماً محمودا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار ۔ فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی معہ ۔ ششماہی للعہ ۔ سہ ماہی علمہ ۔ بیرونِ ہند سے

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۲	مطابق ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۳ھ	یوم پنجشنبہ	مورخہ ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۲۴ء	نمبر ۵۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرم ثانی کی طبیعت علیل ہی ہے۔ احباب خاص طور پر دُعا فرمادیں۔

صاحبزادہ میاں ناصر احمد صاحب اچھے ہیں۔ ان کی کلائی کو آرام آرہا ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بمبئی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا جماعت کی طرف سے خیر مقدم کرنے کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔

جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی رخصت ختم ہو گئی ہے اور وہ اپنی ڈیوٹی پر تشریف لے گئے ہیں۔

مجلس معتمدین نے اخراجات کی تخفیف کے لئے ایک سب کمیٹی بنائی ہے۔

ڈپٹی انسپکٹر صاحب مدارس نے ہائی سکول کا معائنہ کیا۔

نظم

قطعات تاریخ شہادت

مولوی نعمت اللہ خان صاحب مرحوم

(از مولوی محمد احمد صاحب بی اے وکیل کپورتھلہ)

(۱)

صد آفرین باد اَبر جانِ نعمت اللہ ۔ کو باختہ جانِ خود را در راہ عشقِ جاناں

پرسیدہ مَظہر از دل چوں یافتہ شہادت ۔ آہے درونہ تا بے گفتا "بجورِ افغاں" ۱۳۴۳ھ

(۲)

مرحبا صد مرحبا!! بر نعمت اللہ مردِ کار ۔ صورتِ تبلیغ و دعوت معنیٔ صبر و قرار

جلوۂ حق دید در دُنیا و از دنیا بُرید ۔ باخدا پیوست یعنی برگشت از جانِ زار

از فلاں اُولو العزمؔ استقامتہا بہ بیں ۔ کیں کرامتہا بماند زندہ تا روزِ شمار

بادپائش یکقدم ہرگز عناں را بر نتافت | ہمچو کوہے در زلازل بود گامش استوار
چوں عناں انداختہ اندر صراط مستقیم | تا در جنت شدہ گرم عناں بے اختیار
داخل جنت شد و رضواں بہ مظہر باز گفت | ۱۹۲۴ء "شاملِ منعم علیہم نعمت اللہ شہسوار"

(۳)

فریاد ز دورِ چرخ فریاد | دوں پرور و سخت سست بنیاد
از صدمۂ کربلا دہد یاد | ۱۳۴۳ھ "آے ہائے شہید ظلم و بیداد"

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا مکتوب گرامی

بنام

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

سلسلہ احمدیہ کے لئے مبارک سفر۔ انگلستان کے بڑے بڑے آدمیوں پر اثر"

اس ہفتہ کی ڈاک میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا جو خط حضرت میاں بشیر احمد صاحب کو موصول ہوا ہے۔ اس میں حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"۲۳ اکتوبر ۱۹۲۴ء۔

عزیزم مکرم! السلام علیکم

انشاء اللہ تعالیٰ کل واپسی کا سفر شروع ہو گا۔ الحمد للہ کہ یہ سفر سلسلہ کے لئے نہایت ہی مبارک ثابت ہوا ہے ملک کے بڑے بڑے آدمیوں نے سلسلہ کی عظمت کو قبول کیا۔ اور اُنس ظاہر کیا۔ مسٹر بالڈوین کنسرویٹو لیڈر سابق وزیراعظم نے خصوصاً ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ اور بعد میں الیکشن کی وجہ سے موقع نہ ملنے کا خاص افسوس کیا۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ وہ اگر طاقت میں آیا۔ تو ہر طرح احمدیہ جماعت کا خیال رکھیگا۔"

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرم ثانی ہاں ولادت باسعادت

حضرت خلیفۃ المسیح۔ خاندان نبوت اور خاندان خلیفہ اول رض کی خدمت میں

جماعت احمدیہ کی طرف سے ہدیہ مبارکباد

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرم ثانی کے ہاں ۱۱ نومبر کی صبح کو مولود مسعود پیدا ہوا۔ یہ پہلا فرزند ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حرم ثانی کو عنایت کیا ہے۔ اس نہایت ہی مبارک تقریب پر "الفضل" تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور خاندان نبوت اور خاندان حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہے۔

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے حرم ثانی کی طبیعت کئی دنوں سے ناساز ہے۔ ان کی کامل صحت یابی کے لئے نیز مولود مسعود کی درازی عمر اور دین کا رکن بننے کے لئے دعا فرمادیں۔

اخبار احمدیہ

مولوی جلال الدین صاحب شمس سیکھوانی۔ مباحثہ میانی (جو ہر یہ ضلع گجرات میں تحریری ہوا) میں کامیاب و کامران ہو کر بھلوال گئے۔ اور بھلوال سے جلالپور جٹاں (گجرات) جہاں کہ مولوی محمد حسین کوٹلی تارڑ کے بالمقابل تقاریر ہوئیں اور اسکے تمام اعتراضوں کا قلع قمع کیا۔ اس جگہ میر مُرتضےٰ نے بھی کچھ فتنہ اندازی چاہی۔ مگر ناکام رہا۔ جلال پور سے مولوی صاحب موصوف جہلم گئے۔ وہاں ختم نبوت پر تقریر ہوئی۔ وہاں سے واپسی پر کھاریاں صداقت مسیح موعود پر تقریر کی۔ پھر گجرات آئے وہاں سے واپسی پر بٹالہ سے گورداسپور انجمن اسلامیہ کے جلسہ پر گئے۔ جہاں کہ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کا لیکچر باوا نانک صاحب کا مذہب پر ہوا۔

نظارت دعوت و تبلیغ۔ قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح سے درخواست دعا کرنے والوں کو اطلاع

جن بزرگوں نے اپنے نام دعا کی فہرست میں لکھنے کے لئے مجھ سے فرمایا تھا۔ یا لکھ دیا تھا۔ یا بعد میں بذریعہ خطوط حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ یا مجھے یا دوسرے دوستوں کو لکھا یا جن دوستوں کے نام مجھے یاد آسکے۔ وہ سب میں نے فہرست میں شامل کرنے کی کوشش کی۔ فہرست حضرت کی دعاؤں کے لئے حضرت کے حضور بارہا پیش کی گئی ہے۔ حضور نے دعائیں فرمائیں۔ اور فرماتے ہیں جن دوستوں نے ہفتہ واری ڈاک میں رقعات بغرض پیشی حضور مجھے بھیجے ہیں۔ ان کے رقعات روزانہ حضرت کے حضور پیش کرتا رہتا ہوں۔ اطلاعاً عرض ہے۔ تاکہ دوستوں کو اطمینان رہے۔ دعا کا محتاج۔ عبد الرحمٰن قادیانی۔

تعلیم الاسلام کے اولڈ بوائز کو اطلاع

جملہ احباب جو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں کبھی تعلیم حاصل کر چکے ہیں اپنا اپنا چندہ سالانہ جو صرف مبلغ ایک روپیہ سالانہ ہے۔ ۱۸ نومبر ۱۹۲۴ء تک ضرور جنرل سکرٹری ایسوسی ایشن ہذا خان گل محمد خان صاحب بی اے (علیگ) قادیان پنجاب کی خدمت میں بھجوا کر مشکور فرمادیں۔

بہتر ہو گا کہ احباب اپنے اپنے گرد و نواح کے سابق طلباء ہائی سکول سے ان کا چندہ سالانہ لیکر مع ان کے اسماء و پتوں کے ارسال فرمادیں۔ رشید احمد۔ جائنٹ سکرٹری

تعلیم الاسلام اولڈ بوائز ایسوسی ایشن۔ قادیان

انتقال

یکم نومبر ۱۹۲۴ء کو میری اہلیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ احباب دعائے مغفرت فرمادیں۔

خاکسار محمد یوسف۔ از انبالہ۔

درخواست دعا

عاجز بیمار ہے۔ احباب دعا فرمادیں۔ کہ خداوند کریم کلی صحت عنایت کرے۔

راقم۔ نور محمد سب اوورسیر۔ از جلہ ضلع ملتان،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم پنجشنبہ - قادیان دارالامان - ۱۳ نومبر ۱۹۲۴ء

"زمیندار" کی حنفیت کی حقیقت

وہابیوں کو حنفی کیا سمجھتے ہیں

اہلِ نجد کی حمایت اور "زمیندار"

اخبار "زمیندار" جب بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقابلہ میں اُٹھا ہے جب ہی خداتعالیٰ نے اسے نہایت ذلیل اور رسوا کیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کسی ایسی پلید مٹی سے اس کا خمیر بنا ہے کہ ذلت پر ذلت اُٹھاتا اور رسوائی پر رسوائی دیکھتا ہے۔ لیکن پھر بھی نیش زنی سے باز نہیں آتا۔ حکومت کابل سے امداد حاصل ہونے کی توقع پر جس کے لئے وہ نہایت کمینگی سے درخواست کرچکا تھا مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کے واقعہ کے متعلق اس نے جو جو رنگ بدلے ان کا ذکر قبل ازیں "الفضل" میں کیا جاچکا ہے۔ جس سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ کس طرح خداتعالیٰ نے اس بارہ میں اس کی ہر بات کو غلط قرار دیکر قدم قدم پر اسے ذلیل و رسوا کیا۔ اور وہ اپنی ہی تحریروں سے آپ ملزم ثابت ہوتا رہا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ اسکی ذلت و رسوائی اسی حد تک ختم نہیں ہوگئی۔ بلکہ ہر ایک بات جو اس نے ہمارے خلاف لکھی۔ اسکی روسیاہی کا باعث بنکر رہیگی۔

ابھی چند دن ہوئے۔ یہ دکھایا گیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے اس تار پر جو کابل کے ظالمانہ فعل کے خلاف بطور احتجاج دول یورپ و امریکہ کو دیا گیا تھا۔ "زمیندار" نے بڑے طمطراق سے لکھا تھا کہ یہ اسلامی غیرت اور حمیت کے خلاف ہے لیکن سرحد کے لوگوں نے اپنے "عظیم الشان جلسہ" منعقدہ کوہاٹ میں احمدیوں کے خلاف اسی گورنمنٹ سے "التجا" کرکے جسے "زمیندار" اسلام کی سب سے بڑی دشمن قرار دیتا ہے۔ اور پھر اسے اخباروں میں شائع کرکے بتا دیا کہ بے غیرتی اور بے حمیتی دشمن سے امداد کی "التجا" کرنا ہے۔ نہ کہ کسی غیر طرفدار کو ظلم اور جبر کی اطلاع دینا۔ اور "زمیندار" نے اس "التجا" کے خلاف ایک لفظ بھی نہ لکھ کر ثابت کر دیا۔ کہ وہ بھی اس بے غیرتی کا پورا پورا حصہ دار ہے۔

اسی طرح اس نے واقعہ سنگساری کی حمایت کرتے ہوئے جس بات پر سب سے زیادہ زور دیا تھا۔ اور جو دراصل اس کے تمام تائیدی دلائل کی بنا تھی۔ یہ تھی کہ "حنفیت" کے رو سے احمدی مرتد ہیں۔ اور انکی سزا قتل ہے۔ اور چونکہ یہ "حنفیت" کا فیصلہ ہے۔ اس لئے خواہ کیسا ہی ہو۔ کسی کو اس کے خلاف چون و چرا کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن خداتعالیٰ نے "زمیندار" کی اس حنفیت کا جس پر اسے اسقدر ناز تھا۔ پردہ چاک کرنے کے لئے عجیب غریب سامان پیدا کردئے۔ اور وہ اس طرح کہ سلطان ابن سعود نے جسے وہابی کہا جاتا ہے۔ شریف مکہ کو جو حنفی کہلاتا ہے مکہ سے بھگا کر خود مکہ پر قبضہ کرلیا۔ اسپر "زمیندار" نے اس کی تعریف کے گیت گانے شروع کردئے۔ مبارکباد کے تار بھیجنے کی تحریک کی۔ اور خود تو تار بھیج بھی دیا۔ مگر مسلمانانِ ہند کا ایک بہت بڑا حصہ معہ مرکزی خلافت کمیٹی کے ابن سعود کے مکہ پر قابض ہونے پر اس لئے خوش نہ ہوا۔ کہ وہ وہابی ہے۔ اور مسٹر شوکت علی صدر خلافت کمیٹی نے تو یہ اعلان بھی کردیا کہ:-

"ہم سلطان نجد (ابن سعود) کے طرفدار نہیں۔ اور ایک منٹ کے لئے بھی انکی حکومت حجاز مقدس میں نہیں چاہتے ... ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ اور پھر لکھتے ہیں کہ ہم ابن سعود کی حکومت یا اختیار ایک منٹ کے لئے بھی حجاز مقدس میں نہیں چاہتے۔" (زمیندار ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۴ء)

"زمیندار" کے نزدیک صدر خلافت کمیٹی کے اس اعلان کی وجہ محض یہ ہے کہ ابن سعود حنفی نہیں بلکہ وہابی ہے۔ اور حنفیت کا معتقد نہیں۔ بلکہ وہابیت کا دلدادہ ہے۔ چونکہ "زمیندار" بھی حنفی کہلاتا ہے اور فقہ حنفیہ کا اپنے آپ کو پابند سمجھتا ہے۔ اس لئے اس کا بھی فرض تھا کہ وہابیوں کے متعلق حنفی علماء کا ہم آہنگ ہوتا۔ لیکن اسکے برخلاف وہ یہ کہتا ہے کہ ہندوستان کے "حنفیت پرست" مسلمان نجدیوں کی تائید و حمایت کریں۔ اور انہیں مکہ پر قابض رہنے کے لئے ہر طرح امداد دیں۔ لیکن جب حنفی یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں حنفیت وہابیت کی امداد کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ اور نہ کسی وہابی کا اس کے رو سے مکہ پر حکمرانی کرنا جائز ہوسکتا ہے۔ تو انہیں "زمیندار" یہ فتویٰ سناتا ہے۔

"اگر ہماری حنفیت ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ غدار حجاز ایسی ملعون شخصیت کی حمایت کی جائے۔ یا ان مجاہدین کی تائید میں آواز بلند نہ کی جائے۔ جو ایسے ننگ اسلام وجود کے باعث صد ننگ اقتدار کا داغ دھو کر مرکز اسلام کو پاک کر رہے ہیں۔ تو پھر بہتر یہ ہے۔ کہ اسلام کا نام بھی زبان پر نہ آئے۔"

ایک وہابی کے متعلق "حنفیت" جو کچھ سکھاتی ہے۔ اس سے اگر "زمیندار" جان بوجھ کر انجان اور ناواقف نہ بن رہا ہو۔ تو اسے کابل کے ان "علماء کرام" سے پوچھ لینا چاہیئے۔ جنھوں نے مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کی سنگساری کا فتویٰ دیا۔ اور جس پر عمل کرکے حکومت کابل نے "زمیندار" کے نزدیک سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احیاء کیا۔ علماء کابل وہابیوں کو بھی مسلمان نہیں سمجھتے۔ اور جب وہابی ان کے نزدیک مسلمان نہیں۔ بلکہ مرتد اور کافر ہیں۔ تو وہ بھی قابل سنگساری ٹھہرے۔ اور مکہ پر وہابیوں کا تسلط حنفیت کے رو سے کسی صورت میں بھی جائز اور درست نہیں ہوسکتا۔ اب "زمیندار" کو یا تو اس حنفیت کو جواب دے دینا چاہیئے۔ جس کے رو سے مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی سنگساری کو جائز قرار دیکر وہ کابل کی حمایت کر رہا ہے۔ یا پھر وہابیوں کو بھی مرتد اور خارج از اسلام یقین کرنا چاہیئے۔ اور ہندوستان کے دیگر حنفیوں کی طرح ابن سعود کے خلاف آواز اٹھانی چاہیئے۔ یہ کہاں کی دینداری اور کیسی فقہ حنفیہ کی پیروی ہے کہ حنفیت کے رُو سے احمدیوں کی تو کم از کم سزا قتل قرار دی جائے۔ ایک احمدی کے قتل کئے جانے پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا جائے۔ اسے شریعت اسلام کے مطابق قرار دیا جائے۔ لیکن یہی حنفیت جب وہابیوں کو خارج از اسلام قرار دے۔ تو حنفیت کو ہی جواب دے دیا جائے۔ اس بارے میں بھی "زمیندار" کو حنفی علماء کے اس فتویٰ کے آگے جو وہ وہابیوں کے متعلق دے چکے ہیں سرِ تسلیم خم کرنا چاہیئے۔ نہ کہ ابن سعود کے مکہ پر قابض ہوجانے پر مبارکباد کے تار بھیجنے اور چراغاں کرنا چاہیئے۔

ممکن ہے کابل کے "علماء" سے وہابیوں کے متعلق فتویٰ طلب کرنے میں "زمیندار" کو کچھ دقت پیش آئے۔ اور "علماء کابل" کو بھی وہابیوں کے خلاف اپنے پرانے فتویٰ کی تجدید کرنے میں پس و پیش ہوئے۔ اس لئے ہندوستان کے "حنفی علماء" وہابیوں کے متعلق جن خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہی پیش کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ بدایوں سے حسب ذیل اعلان بذریعہ تار اخبارات میں بھیجا گیا ہے۔

"بعض تنگ دل مسلمانوں نے اس غلط فہمی میں پڑکر کہ اگر اسوقت بھی اہل نجد کی مخالفت کی۔ تو ممکن ہے

کہ شریف حسین کو کوئی فائدہ پہونچے۔ غلط طرز عمل اختیار کر لیا ہے حالانکہ اب سوال حمایت شریفیہ کا نہیں رہا۔ بلکہ مذہب سنت و الجماعت اور وہابیت کا ہو گیا ہے۔ انہدام قبور اور محترم اشخاص کے قتل کی مسلسل خبریں آچکی ہیں اگرچہ حامیان ابن سعود ان خبروں کو کمزور کر کے شائع کرتے ہیں جیسا کہ وہ شیخ سیبی کلید بردار حرم پر الزام لگا کر قتل کئے جانے کے واقعہ کو شائع کر چکے ہیں۔ ان واقعات کا خیال کر کے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اہل نجد نے کتنے مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے تہیہ کر رکھا ہے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ خود شخص ملزم سے دریافت کیا جائے۔ یہ بات ضروری ہے۔ کہ معاملہ کی علیحدہ غیر جانبدارانہ تحقیقات کی جائے۔ علاوہ ازیں موئدین و مخالفین شریف حسین اس امر کے قائل ہیں۔ کہ اہل نجد وہابی ہیں۔ لہذا دنیائے اسلام جس میں سنیوں کی اکثریت ہے۔ مقامات مقدسہ پر ان وہابیوں کے اثر کو بالواسطہ غیر مسلم اثر شمار کرے گی تا وقتیکہ آل سعود کے ذمہ دار اشخاص اس امر کا اظہار نہ کریں۔ کہ وہ عبدالوہاب کے عقائد سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔" (ہمدم ۲ر نومبر ۱۹۲۴ء لکھنو)

اس اعلان سے ظاہر ہے کہ "فقہ حنفیہ" کے حامل یعنے اہلسنت والجماعت مسلمانان ہند جن کے متعلق زمیندار کو بھی تسلیم ہے کہ:-

"مسلمانان ہند کا اکثر حصہ امام اعظم رحمۃ اللہ کی فقہ کا پابند ہے۔"

وہابیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اسی لئے اہل نجد کا جو وہابی ہیں۔ مکہ پر قابض ہونا ان کے نزدیک "غیر مسلم" حکومت کا قبضہ ہے۔ پس جبکہ وہابی فقہ حنفیہ کے رو سے مسلمان نہیں بلکہ ان کا شمار غیر مسلموں میں ہے۔ تو پھر "زمیندار" حنفی کہلاتے اور آج تک کابل کی حمایت میں فقہ حنفیہ کے راگ گاتے ہوئے اب کس منہ سے اہل نجد کے مکہ پر قابض ہو جانے پر خوشیاں منا رہا ہے۔ اس وقت اسے کیوں فقہ حنفیہ یاد نہیں اور اب وہ کیوں حنفی علماء کے فتویٰ کو قابل تسلیم نہیں سمجھتا۔ کیا یہ سمجھا جائے۔ کہ حکومت کابل نے چونکہ ایک غریب اور بے کس احمدی کو "فقہ حنفیہ" کے بہانہ سے سنگسار کیا تھا۔ اس لئے "زمیندار" نے کابل کی "حنفیت" کے فیصلہ کو اسلام کا فیصلہ اور شریعت اسلامیہ کی پابندی قرار دیا تھا تاکہ وہ کابل کے اس ظلم اور جفا کاری کو اسلام کی چادر کے نیچے چھپا سکے۔ لیکن اہل نجد چونکہ شریف مکہ پر غالب آگئے ہیں اور ان کے ہاتھ میں قوت اور طاقت کا ڈنڈا رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق "زمیندار" کو اپنی حنفیت بھول گئی ہے اور اس نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ ایسی حنفیت کو وہ دور سے سلام کرتا ہے۔ اگر "زمیندار" میں کچھ بھی انسانیت ہوتی۔ اور اسے ذرا بھی اپنے ان دعاوی کا پاس ہوتا۔ جو وہ کابل کی حمایت میں فقہ حنفیہ اور علماء حنفی کے متعلق کر چکا تھا۔ تو اس کا سب سے اولین فرض یہ تھا۔ کہ اہل نجد کو بھی وہ خارج از اسلام قرار دیتا۔ اور مکہ پر ان کے قابض ہونے کی سب سے زیادہ مخالفت کرتا یہی نہیں بلکہ مکہ کو ان کے قبضہ و تصرف سے آزاد کرانے کے لئے خلافت والنٹیرز کی فوج کو لیکر حملہ آور ہوتا لیکن ایسا تو تب کرتا جب اس کے دل میں اپنی "حنفیت" کی ذرا بھی قدر و وقعت ہوتی۔ مگر جب وہ ابن الوقت بنکر کابل کی تائید میں کھڑا ہوا۔ تو اس کا یہی کام تھا۔ کہ جب موقع پائے حنفیت کا پردہ چاک کر کے رکھ دے۔ چنانچہ اہل نجد کے مکہ پر قابض ہونے پر اس نے ایسا ہی کیا۔ اور دکھا دیا۔ کہ جس حنفیت کا وہ اسقدر دلدادہ تھا کہ کابل کے سفاکانہ فعل کی حمایت میں اپنے صفحات سیاہ کرتا رہا۔ اور اب تک کر رہا ہے۔ وہ اس کے نزدیک پرِ پشہ جتنی بھی وقعت نہیں رکھتی۔ ورنہ وہابی جو حنفی علماء کے نزدیک پکے کافر ہیں۔ اور اہل نجد جنہیں حنفی "شیاطین" قرار دے رہے ہیں۔ جیسا کہ الفقیہ امرتسر ۷ر نومبر لکھتا ہے "نجدی شیاطین کا قبضہ مکہ معظمہ پر ہو گیا"۔ ان کی حمایت کیسی؟

خدا کی شان۔ اہل نجد کے مکہ پر قابض ہونے کے واقعہ نے نہ صرف "زمیندار" کی اس حنفیت کو خاک میں ملا دیا جس کی بناء پر وہ کابل کے ظالمانہ فعل سنگساری کو جائز ثابت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بلکہ یہ بھی ظاہر کر دیا کہ وہ الزامات جو "زمیندار" جماعت احمدیہ پر محض جھوٹ اور افتراء کے طور پر لگاتا تھا۔ وہ اہل نجد پر نہایت صفائی کے ساتھ عائد ہوتے ہیں۔ مثلاً "زمیندار" نے جماعت احمدیہ پر یہ جھوٹا الزام لگایا تھا کہ احمدی مسلمان سلطنتوں کے دشمن ہیں اور انہیں تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے "زمیندار" کی غرض یہ تھی کہ تمام مسلمانوں کو اس طرح احمدیوں کے خلاف مشتعل کر کے کابل کے واقعہ ظلم کے متعلق عقل و سمجھ سے کام لینے کے قابل ہی نہ رہنے دے۔ اگرچہ اسے اس میں سخت ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا اور مسلمانوں کے بہت بڑے اور معزز طبقہ نے کابل کے ظالمانہ فعل کے خلاف اپنی ناپسندیدگی اور ناراضگی کا اظہار کیا لیکن "زمیندار" نے افتراء پردازی میں کمی نہ کی۔ حالانکہ جماعت احمدیہ مسلمان سلطنتوں کے متعلق خیر خواہی اور ہمدردی کے جو جذبات رکھتی ہے۔ ان کا پتہ ان مشوروں سے لگ سکتا ہے۔ جو حضرت امام جماعت احمدیہ نے سلطنت ٹرکی کے متعلق اپنی تحریروں میں دیئے۔ اور "زمیندار" کا یہ محض جھوٹ ہے۔ کہ احمدی مسلمان سلطنتوں کے دشمن ہیں۔ میں پوچھتا ہوں اگر یہ جھوٹا الزام احمدیوں کو قتل اور سنگسار کرنے کی حمایت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ تو جن لوگوں کے متعلق مسلمانان ہند کا یہ فیصلہ ہو کہ:-

"نجدی قریباً ایک صدی سے سلطنت اسلامیہ کے سخت مخالف اور دشمن تھے۔" (الفقیہ ۷ر نومبر)

ان کی کیا سزا ہونی چاہیئے۔

پھر "زمیندار" نے احمدیوں کو کشتنی اور گردن زدنی قرار دینے کے لئے یہ لکھا تھا کہ انہوں نے خلافت ٹرکی کی حمایت میں حصہ نہیں لیا۔ ہمارے نزدیک چونکہ خلافت ٹرکی کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتی تھی۔ اور خدا تعالیٰ نے خود ترکوں کے ذریعہ اسے مٹا کر اس کے حامیوں پر بھی ظاہر کر دیا۔ کہ وہ کچھ نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس کی حمایت کیونکر کر سکتے تھے لیکن اگر یہ بات احمدیوں کو اسلام سے خارج کرنے والی ہے۔ تو بتایا جائے۔ کہ اہل نجد نے ترکی خلافت کے لئے کیا کچھ کیا۔ کچھ کرنا تو الگ رہا۔ ان کی حالت تو یہ رہی کہ:-

"نجدی قریباً ایک صدی سے ترکوں کی سلطنت اسلامیہ کے باغی ہیں۔" (الفقیہ مذکور)

پس جو لوگ ترکی خلافت کے ایک سو سال سے باغی چلے آرہے ہیں۔ "زمیندار" ان کی حمایت میں کس منہ سے آواز بلند کر رہا ہے۔ جبکہ وہ احمدیوں کو پچھلے دنوں خلافت ٹرکی کو قائم کرنے میں امداد نہ دینے کی وجہ سے قابل الزام سمجھتا تھا۔

سب سے بڑھ کر ناپاک اور گندہ الزام جو زمیندار نے جماعت احمدیہ پر لگایا۔ اور پہلے بھی کئی بار لگا چکا ہے وہ یہ ہے کہ احمدی گورنمنٹ برطانیہ کے ایجنٹ ہیں۔ اور گورنمنٹ سے فوائد حاصل کرنے کے لئے مسلمان سلطنتوں کو نقصان پہنچانے میں لگے رہتے ہیں۔

کمینہ اور بد فطرت مخالفین کی طرف سے یہ الزام تو جماعت احمدیہ پر کئی بار لگایا گیا ہے۔ لیکن آج تک بارہا چیلنج دینے کے باوجود کسی نے ایک ذرہ بھی ثبوت پیش نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں۔ اگر یہ سراپا جھوٹا الزام احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے لئے کافی ہے۔ تو "زمیندار" بتائے۔ کہ اہل نجد کو وہ کیا سمجھتا ہے۔ جن کے متعلق لکھا گیا ہے:-

"نجدی مدت دراز سے برطانیہ کے نمک خوار رہے۔ اور پانچ ہزار پونڈ

ماہوار (۷۵ ہزار روپے) اسی غرض سے لیتے رہے۔ کہ ترکوں کو زک پہنچانے کے اسباب پیدا کریں"۔

(الفضیر ۷ ر نومبر)

ابن سعود کی برطانیہ سے وظیفہ خوری کا انکار "زمیندار" ہرگز نہیں کرسکتا۔ کیونکہ یہ ثابت شدہ بات ہے۔ اس لئے جو الزام وہ جماعت احمدیہ پر لگاتا ہے۔ اس کے صحیح مصداق اہل نجد ہیں ؛

لیکن کس قدر حیرت اور تعجب کا مقام ہے۔ کہ اہل نجد جو "زمیندار" کی فقہ حنفیہ کی رد سے "شیاطین" ہیں۔ اور جن پر وہ تمام الزام عائد ہوتے ہیں۔ جو وہ جماعت احمدیہ پر لگاتا رہا ہے۔ ان کے مکہ پر قبضہ کر لینے کی خبر پر وہ پھولا نہیں سماتا۔ مبارکباد کے تار بھیج رہا ہے۔ چراغاں کرنے کی تحریک کر رہا ہے۔ اور مرکزی خلافت کمیٹی کے صدر کو ان کے خلاف آواز اٹھانے پر ڈانٹ بتا رہا ہے۔ پھر یہی نہیں اس حنفیت کو بھی جواب دے رہا ہے۔ جو اہل نجد کی تائید اور حمایت سے روکے۔ مکہ پر اہل نجد کے قبضہ کا کوئی اور دا ترا در نتیجہ ہو۔ یا نہ ہو۔ لیکن اس واقعہ نے "زمیندار" اور اس جیسے دوسرے حنفیوں کی حقیقت کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے ایسے وقت میں نجدیوں کو شریف مکہ پر غلبہ دے کر جب کہ حنفی کہلانے والوں نے کابل کے جابرانہ فعل کو "فقہ حنفیہ" کے رو سے جائز ٹھہرانے کے لئے ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور صرف کر دیا تھا۔ دنیا پر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ فقہ حنفیہ کے یہ علمبردار اس فقہ کو اسی وقت تک قابل احترام قرار دیتے ہیں۔ جب تک اس کا نفاذ جماعت احمدیہ کے افراد کے متعلق کیا جائے۔ اور جب اس کا اثر کسی اور تک پہنچے تو وہ نہایت آسانی سے اسے ٹھکرا دیتے ہیں ؛

غالباً فقہ حنفیہ کی تائید اور حمایت میں اس سے زیادہ زور کے ساتھ کبھی آواز نہیں بلند کی گئی ہوگی۔ جس قدر زور کے ساتھ مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی سفاکانہ سنگساری کے موقعہ پر کی گئی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھئے۔ ابھی یہ آواز "زمیندار" اور اس کے ہم نواؤں کے حلقوں سے نکل ہی رہی تھی۔ کہ وہ ابن سعود کی حمایت میں چیخ و پکار کر کے اپنی حنفیت کی بطالت کے آپ ہی باعث بن گئے ؛

کیا معقول پسند اور ہوش مند مسلمان غور کریں گے۔ کہ اب "زمیندار" اور "سیاست" وغیرہ کی وہ حنفیت کدھر گئی۔ جس کی بنا پر وہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب کے قتل کے بارے میں کابل کی حمایت کر رہے تھے۔ اور کیوں یہ اب نجدیوں کی شان میں قصیدہ خوانی کر رہے ہیں۔ جب کہ انہیں حنفی تو اہل سنت والجماعت لوگ "شیطان" قرار دیتے ہیں ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

ولایت میں ایک احمدی کی حالت

یہ خطبہ ۳ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح نے بمقام چیشم پلیس لنڈن میں پڑھا

(چونکہ آج کانفرنس کا آخری اجلاس تھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کو اس میں جانا تھا۔ اس لئے جمعہ کی نماز آپ کے جائے قیام پر ہوئی۔ عرفانی)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

اس ملک میں ایک احمدی کی حالت بالکل اس پتہ کی طرح ہوتی ہے۔ جو سمندر میں دریا کے پانی کے ساتھ ساتھ بہتا چلا جاتا ہے۔ بظاہر اس کی حرکات ایسی ہوتی ہیں۔ کہ دیکھنے والا سمجھتا ہے۔ کہ ارادے سے کرتا ہے۔ مگر دراصل اس کی حرکات ذاتی نہیں ہوتی ہیں۔ بلکہ وہ سمندر کی لہروں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

دنیا میں ہر ایک حرکت سے تین نتیجے پیدا ہوتے ہیں۔ اور تین قسم کے مقابلے ہوتے ہیں۔ جو ایک چیز دوسری کا کرتی ہے ایک چیز ہے۔ جو زمین میں گڑی ہوئی ہے۔ سمندر کی لہریں آکر اس سے ٹکر کھاتی ہیں۔ مگر وہ چیز اپنی جگہ سے جنبش نہیں کھاتی۔ اور سمندر کی لہریں باوجود اپنی طاقت کے ہلا نہیں سکتی ہیں۔ یہ نہیں۔ کہ اس کو ٹکر نہیں لگتی۔ ٹکر تو پہاڑ سے بھی آکر لگے گی۔ تو اس کے باریک ذرات میں حرکت ضرور ہوگی۔ مگر اس کی مضبوطی اور ثبات اس حرکت کا احساس نہیں ہونے دے گا۔ جاندار چیزوں پر اثر کی اور نوعیت ہوتی ہے۔ اور جب ان کو کوئی ٹکر لگتی ہے۔ تو دوسری چیزوں سے توجہ ہٹتی ہے۔ بے جان چیز اس وقت تک اپنے آپ کو قائم رکھے گی۔ جب تک اس کا ثبات اور مضبوطی اس ٹکر اور حرکت کا مقابلہ کرے گی۔ دوسری قسم کی چیزیں وہ ہوتی ہیں۔ جو حرکت سے متاثر تو ہوتی نظر آتی ہیں۔ مگر ان کی مثال سمندر میں بوائے کی ہے۔ انکی حرکت کا دور بھی مشاہدہ کرتے ہیں۔ انکو حرکت ہوتی ہے۔ لہریں ان کو ہلاتی ہیں۔ مگر چونکہ وہ ایک مضبوط چٹان سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اسلئے وہ اپنی جگہ سے ہٹ نہیں سکتے۔ اور اپنے دائرہ کے اندر رہیں گے۔ ان کا انجام کسی چیز سے مشابہ نہیں۔ کیونکہ اس کی حرکت کا تو اثر ظاہر ہی نہیں ہوتا۔ یہ اگرچہ ہلتی نظر آتی ہے۔ مگر ایک دوسری چیز کی وجہ سے قائم ہے۔ تیسری حرکت اور مثال پتہ کی ہے کہ جو بے اختیار ہو چلا جاتا ہے۔ اور کہیں سے کہیں نکل جاتا ہے۔ ایک احمدی کی مثال اس ملک میں اگر وہ کمزور ہے۔ تو اس پتہ کی طرح ہے۔ جو سمندروں کی لہروں سے کہیں کا کہیں چلا جاتا ہے۔ اگر وہ شاخ کے ساتھ مضبوط تعلق رکھتا ہے۔ تو ہوا کے ساتھ ہلتا ہے۔ مگر اسکا زور کم ہو جانے کے بعد پہلی جگہ پر آجاتا ہے۔ میں جب کہتا ہوں۔ کہ ایک احمدی کی مثال پتہ کی سی ہے۔ تو اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ احمدی دوسروں کی نسبت کمزور ہوتے ہیں۔ نہیں احمدی دوسروں کی نسبت خدا کے فضل سے اس سمندر میں مضبوط ہیں۔ دوسروں کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ دریا کے پانی کی طرح ہیں۔ جب وہ سمندر میں آگرتا ہے تو وہ اپنی ہستی کو کھو دیتا ہے۔ اور سمندر ہی کا پانی ہو جاتا ہے۔ دریا کا میٹھا پانی سمندر میں اپنی مٹھاس کو بھی کھو دیتا ہے۔ اور وہ سمندر ہی کی جنس ہو جاتا ہے۔ مگر احمدی کی مثال کم از کم پتہ کی طرح ہے۔ اگرچہ وہ جن اخلاق اور جن تعلیم پر عمل کے لئے پابند ہے۔ اس کی کوشش کرتا ہے۔ اور یہاں اگر پورے طور پر نہیں کرسکتا۔ مگر بہرحال وہ پتہ ہے۔ اور شاخ سے الگ ہے۔ مگر ہر شخص دیکھنے والا جانتا ہے۔ کہ وہ سمندر کی جنس میں سے نہیں گو حرکات ویسی ہی ہیں ؛

اس سے دوسری مثال بوائے کی ہے۔ خود ہلتا ہے مگر دوسروں کو بتاتا ہے۔ کہ یہاں خطرہ ہے۔ اپنی جنس اور جگہ سے ایسا لگاؤ ہے۔ کہ آنیوالوں کو بتاتا ہے۔ کہ یہاں خطرہ ہے۔ مجھ سے پرے رہو۔ دوسروں کو اس خطرہ سے بچاتا اور روکتا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر ثبات رکھنے والا پہاڑ ہے۔ اسکو زمین سے تعلق ہے۔ اور وہ دوسروں کو بتاتا ہے۔ کہ میری طرح مضبوط اور ثابت قدم ہو جاؤ۔ پھر تم بالکل محفوظ رہو گے۔ اور یہاں کے حالات اثر نہ کریں۔ گو ممکن ہے۔ کہ ان لہروں کے مقابلہ کے لئے تمہاری توجہ خرچ ہو۔ مگر سمندر انکو اپنی جگہ سے جنبش نہیں دے سکتا۔ یہ اعلیٰ مقام ہے۔ ہر ایک احمدی کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ غرض تین قسم کے درجے ہیں۔ جن میں سے ایک احمدی کو گذرنا پڑتا ہے۔ یا وہ گذر سکتا ہے :

پہلی حالت تو وہی پتہ کی ہے۔ اور اکثر کو میں نے ایسا ہی دیکھا ہے۔ دیگر شاذ و نادر ہیں۔ پس اگر سر دست تم پہاڑ کی طرح نہیں۔ تو کم از کم بوائے کی طرح تو بنو۔ کہ جس چیز کے ساتھ تم کو باندھا گیا ہے۔ اس سے الگ نہ ہو اور دوسروں کو اس خطرہ سے بچاؤ جو یہاں ہے۔ اس پر کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ اگر وہ خود ہلتا ہے تو دوسروں کو یہ تو بتائے۔ کہ وہ خطرہ سے بچیں۔ پس میں تو یہ چاہتا ہوں۔ کہ تم سب پہاڑ کی طرح ہو جاؤ۔ اور کوئی چیز تم کو جنبش نہ دے سکے۔ ہر ایک لہر اور تم سے ٹکرا کر واپس چلی جاوے۔ لیکن اگر یہ نہیں۔ تو دوسرے درجہ سے تو نیچے نہ گرو۔ ہر آنیوالے کو خطرات سے آگاہ کرو اور ان کو سمجھاؤ۔ کہ وہ جگہ سے اپنے تعلقات کو مضبوط رکھیں۔ اگر یہ بھی نہیں تو اسکا کوئی احسان نہیں۔ یہ لوگ انکو پھر بھی ویسے ہی دیکھیں گے۔ عبدالحکیم مرتد ہو گیا۔ مگر وہ وفات مسیح کے مسئلہ کو اور بعض دوسرے مسائل کو نہ چھوڑ سکا۔ حضرت خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے۔ میں تب مانوں۔ کہ وہ اس کو بھی چھوڑ دے ؛

غرض ہماری یہ خواہش ہے۔ کہ تم چٹان بنو۔ اگر یہ نہیں تو کم از کم بوائے کی حیثیت سے خود بچتے رہو۔ تو دوسروں کو خطرات سے آگاہ کرو۔ اور بچاؤ۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے ؛

بہاء اللہ ایرانی کی شریعت جدیدہ

(از مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر)

تمہیدی نوٹ

علی محمد باب جو اہل بہاء کے مزعومہ مہدی یا قائم آل محمد ہیں۔ ان کی تعلیم کا جو نمونہ اس سے پہلے اخبار الفضل مورخہ ۹ر اکتوبر ۱۹۲۴ء میں دیا گیا ہے۔ اس کو پڑھ کر ہر شخص ان کی نسبت فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ آیا وہ مہدی تھے۔ جو لوگوں کو ہدایت کا صحیح راستہ دکھلانے آئے تھے یا اسلام کی شریعت کو منسوخ کر کے حلال و حرام کی تمیز مٹانے۔ دنیا کے امن و امان کو برباد کرنے اور انسانوں کو وحشی بنانے۔ چونکہ علی محمد باب نے جو تعلیم دی تھی۔ وہ اول سے آخر تک ایک نامعقول اور وحشیانہ تعلیم تھی۔ اس لئے ان کے ۱۲۶۶ھ میں قتل کئے جانے کے بعد ۱۲۸۰ھ ہجری سے مرزا حسین علی المعروف بہ بہاء اللہ نے اس میں بتدریج رد و بدل اور ترمیم و تنسیخ کرنی شروع کی۔ جس کی تفصیل کسی دوسرے مضمون میں بیان کی جائیگی لیکن اصل منشاء چونکہ بہاء اللہ کا بھی یہی تھا۔ کہ اسلام کو مٹا کر ایک نئی شریعت جاری کی جائے۔ اس واسطے اس نے بھی جس قدر احکام اپنی کتابوں اور الواح میں لکھے۔ وہ بھی سب کے سب اسلام کے مخالف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے متناقض تھے۔ لیکن اس وجہ سے کہ عام طور پر ان احکام کا جو بہاء اللہ نے اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں۔ اہل بہاء کی طرف سے کسی مصلحت کے ماتحت اخفاء کیا جاتا ہے۔ اور بالخصوص مسلمانوں کو بالکل نہیں بتایا جاتا۔ کہ بہاء اللہ نے شریعت اسلامیہ کو منسوخ کر کے کونسی جدید شریعت قائم کی ہے۔ اس واسطے بعض ناواقف مسلمان اس دھوکہ میں رہتے ہیں۔ کہ یہ بھی مسلمانوں کا کوئی خاص فرقہ ہوگا حالانکہ اہل بہاء کو اسلام کے ساتھ کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا۔ کہ جس طرح علی محمد باب کی تعلیم کے بعض احکام پچھلے مضمون میں درج کئے گئے ہیں۔ اسی طرح بہاء اللہ کی تعلیم کے بعض حصے اس مضمون میں درج کر دیئے جائیں تاکہ ان لوگوں کو جو بہاء اللہ کی تعلیم سے ناواقفی کی وجہ سے مغالطہ میں پڑے ہوں۔ معلوم ہو جائے۔ کہ بہاء اللہ اسلام کی تائید کے لئے نہیں اٹھا تھا۔ بلکہ اس کا منشاء اسلام کو دنیا سے مٹانے اور اپنی ایک جدید شریعت جاری کرنے کا تھا:

بہاء اللہ کا دعویٰ معبودیت

اسلام کی پہلی تعلیم یہ ہے۔ کہ دنیا کا معبود (جس کی عبادت کی جائے) اور مسجود (جس کے آگے سجدہ کیا جائے) ایک خدا ہے۔ جو سب کا خالق ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں بہائی تعلیم یہ ہے۔ کہ بہاء اللہ خدا ہے۔ اس کے متعلق مفصل مضمون پہلے لکھا جا چکا ہے۔ جس کی تردید نہ بہائیوں سے ہو سکی۔ اور نہ آئیندہ امید (انشاء اللہ) لیکن اس حیثیت سے کہ اس مضمون کیساتھ بھی اس کا تعلق ہے۔ اور بہاء اللہ کا ادعا ہے۔ کہ وہ معبود اور مسجود ہے۔ اس جگہ بھی بعض حوالجات اس کے متعلق پیش کئے جاتے ہیں۔

طرازات (طراز ششم) صفحہ ۱۳ مطبوعہ آگرہ میں بہاء اللہ لکھتے ہیں "انّنی انا اللّٰہ لا الٰہ الّا انا المہیمن القیوم" تحقیق میں خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ اور میں سب کا محافظ اور سہارا ہوں"۔ اور تجلیات (یعنی تجلی چہارم) صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں۔ "انّنی انا اللّٰہ لا الٰہ الّا انا ربّ کل شیءٍ وانّ ما دونی خلقی ان یا خلقی ایای فاعبدون" تحقیق میں خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ میں ہر چیز کا رب ہوں۔ اور جو کچھ میرے سوا ہے۔ وہ میری مخلوق ہے۔ میں حکم دیتا ہوں۔ کہ اے میری مخلوق صرف میری ہی عبادت کرو"

اہل بہاء کا معبود بہاء اللہ

چنانچہ اسی تعلیم کے مطابق ایک بہائی دیوان نوش صفحہ ۳۹ میں کہتا ہے۔

رخ سوئے تو آوردم اے مالکِ جان الٰہی
زاں رو کہ تو در عالم معبودی و سلطانی

کہ اے بہاء اللہ جان کے مالک میں تیری طرف اسواسطے متوجہ ہوا ہوں۔ کہ تو دنیا کا معبود اور بادشاہ ہے۔

پھر بہاء اللہ اپنی کتاب مبین میں لکھتے ہیں "لا الٰہ الّا انا المسجون الفرید" کہ کوئی خدا نہیں۔ مگر میں اکیلا بہاء اللہ جو قید میں ہوں:

بہاء اللہ کے روضہ کی پرستش

بہاء اللہ کی اس تعلیم کی وجہ سے بہاء اللہ کے متبعین کا اس کے معبود اور مسجود ہونے کے متعلق اسکے اس دنیا سے گذر جانے کے بعد بھی ویسا ہی اعتقاد ہے۔ جیسا کہ اس کی زندگی میں۔ چنانچہ بہائی لوگ اسکے روضہ کو ویسی ہی عزت دیتے ہیں۔ جو بہاء اللہ کو اس کی اس عالم کی زندگی میں دیتے تھے۔ دیوان نوش ص۲ میں بہاء اللہ کے روضہ کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے ؎

جز خاک آستانِ تو مسجود خلق نیست
اے سجدہ گاہ جان دروان روضۂ بہار

کہ اے روضۂ بہاء جو میری سجدہ گاہ ہے تیرے آستانہ کی خاک کے سوا اور کوئی آستانہ نہیں ہے۔ جس کو مخلوق سجدہ کیلئے" پھر لکھتا ہے۔

گردیدہ انبیاء ہمہ ساجد بر ایں تراب
اے قبلہ گاہ کروبیاں روضۂ بہار

کہ اے روضۂ بہاء جو تمام مقرب فرشتوں کا قبلہ گاہ ہے تمام انبیاء نے بھی تیرے اسی آستانہ کی مٹی پر سجدہ کیا ہے۔ اسی دیوان نوش کے صفحہ ۱۴۹ میں پھر یہ کہا گیا ہے۔

اے مقصد و مقصود زماں روضۂ ابہیٰ
اے معبد و معبود جہاں روضۂ ابہیٰ
اے معنی اسرار نہاں روضۂ ابہیٰ
اے سجدہ گہ عالمیاں روضۂ ابہیٰ

کہ اے بہاء اللہ کے روضہ جو زمانہ کا مقصود اور مراد ہے اور جہان کی عبادت گاہ اور لوگوں کا معبود ہے۔ اور اے روضہ جو تمام پوشیدہ اسرار کی مراد اور مطلب اور دنیا کا سجدہ گاہ ہے"

جیسا کہ بیان ہوا ہے۔ بہاء اللہ کے روضہ کا معبود و مسجود ہونا اس وجہ سے تو ہو نہیں سکتا۔ کہ اس روضہ میں کوئی ذاتی کمالات پائے جاتے ہیں۔ یا اس روضہ میں کوئی الوہیت حلول کئے ہوئے ہے۔ بلکہ اس کی وجہ صرف یہی ہے۔ کہ بہائیوں کا خدا اس روضہ میں مدفون ہے۔ جسے وہ حی و قیوم جانتے اور اپنا معبود و مسجود مانتے ہیں۔ بہاء اللہ کے دعوے الوہیت کی وجہ سے اس کی زندگی میں بھی اس کو سجدہ کیا جاتا تھا۔ اور اس کا طواف ہوتا تھا۔ جیسا کہ مرزا حیدر علی اصفہانی (بہائی) نے بہجۃ الصدور ص۹۲ میں لکھا ہے۔ اور بہاء اللہ کے اس دنیا سے گذر جانے کے بعد بھی سجدہ وغیرہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اسی کتاب بہجۃ الصدور ص۲۵۸ میں لکھا ہے "زائرین زیارت و طواف و تقبیل و سجدہ عتبہ مقدسہ اش نمودہ و نمائندہ اند" کہ بہاء اللہ کے مقدس آستانہ پر زیارت کرنے والے لوگ سجدہ کرتے اور بوسہ دیتے اور طواف کرتے تھے۔ اور اب بھی ایسا ہی کرتے ہیں"

بہاء اللہ کے گھر اور علی محمد باب کی قبر کا سجدہ

چنانچہ عبد البہاء جو بہاء اللہ کا بیٹا اور جانشین تھا۔ اور ایک حد تک روشن خیال بھی سمجھا جاتا ہے۔ وہ بھی اس مرض میں مبتلا رہا۔ بلکہ اس کے ساتھ اس نے شریعت بہائیہ کا یہ حکم بھی بنایا۔ کہ بہاء اللہ کے گھر اور علی محمد باب کی قبر کا بھی سجدہ ہو۔ جیسا کہ بدائع الآثار جلد ۲ ص۲۷۳ میں (جو عبد البہاء کا سفرنامہ یورپ ہے) لکھا ہے۔ کہ عبد البہاء نے سفر یورپ سے واپس آکر ۸ محرم کی صبح کو جو کام کیا۔ وہ یہ تھا "جبین مبین را بتراب آستان مقدس سودند" کہ عبد البہاء کوہ کرمل پر گئے۔ اور انہوں نے علی محمد باب کی قبر پر جا کر اپنا ماتھا رگڑا۔ اور لوگوں سے بیان کیا "سجود بنص کتاب اللہ مخصوص مقام اعلیٰ و روضہ مبارکہ علیا و بیت مبارک است۔ دیگر سجود بہیچ جائز نہ" کہ خدا کی کتاب میں (جس سے مراد بہاء اللہ کی کتاب ہے) سجدہ کرنا تین جگہوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ ایک مقام اعلیٰ کا

سجدہ (جو علی محمد باب کی قبر کی جگہ ہے) دوسرے بہاءاللہ کے روضہ کا سجدہ۔ تیسرے بہاءاللہ کے گھر کا سجدہ۔ اور یہ کہ ان تینوں جگہوں کے سوا کسی اور طرف سجدہ کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔" پھر اسی کے ساتھ بدائع الآثار کے اسی صفحہ میں عبدالبہاء اور دوسرے اہل بہاء کا روضہ کی زیارت کیوقت عطر اور گلاب استعمال کرنا بھی لکھا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل بہاء پرلے درجہ کے مشرک ہیں۔ اور یہ شرک ان میں بہاءاللہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے ؛

بہاءاللہ کے دعوئے الوہیت بیان کرنے کے بعد اب میں بہاءاللہ کی شریعت کے وہ احکام بیان کرتا ہوں۔ جو اس نے اپنے دعوئے خدائی کے رنگ میں اسلامی شریعت کے خلاف اہل بہاء کیلئے نازل کئے ہیں ؛

شریعتِ بہائیہ میں صرف ماں سے نکاح حرام ہے

قرآن مجید میں جن عورتوں کیساتھ نکاح کرنا حرام قرار دیا گیا ہے ان کی تفصیل سورۃ النساء میں یہ دی گئی ہے۔ مائیں۔ بیٹیاں۔ بہنیں۔ پھوپھیاں۔ خالائیں۔ بھتیجیاں بھانجیاں۔ رضاعی مائیں (جنہوں نے دودھ پلایا ہو) دودھ شریکی بہنیں۔ ساسیں۔ بیبے خاوند کی اولاد۔ صلبی بیٹوں کی بیویاں۔ دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح۔ جن عورتوں سے باپ نے نکاح کیا ہو لیکن بہائی شریعت میں (جس کے وضع اور ایجاد کرنے والے بہاءاللہ ہیں۔) سوائے ان عورتوں کے جن کے ساتھ باپ نے نکاح کیا ہو۔ اور کسی عورت کے ساتھ نکاح کرنا حرام نہیں قرار دیا گیا۔ جیسا کہ وہ کتاب الاقدس میں لکھتے ہیں :۔ "قد حرمت علیکم ازواج اٰبائکم انا نستحی ان نذکر حکم الغلمان" کہ اے اہل بہاء تم پر اپنے باپوں کی منکوحہ عورتیں حرام قرار دی گئی ہیں۔ اور غلاموں کے احکام بیان کرنے سے ہمیں شرم آتی ہے۔ (غلاموں سے مراد بہاءاللہ کی غالباً لونڈیاں ہونگی) ؛

کتاب اقدس کے اس حوالہ سے ثابت ہے۔ کہ اگر بہاءاللہ کے نزدیک باپ کی منکوحہ عورتوں کے سوا دوسری عورتوں سے بھی کوئی عورت ایسی ہوتی۔ کہ اس سے نکاح کرنا حرام ہوتا۔ تو بہاءاللہ صرف باپ کی منکوحہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کی حرمت پر اکتفا نہ کرتے۔ بہاءاللہ کا اس کے ساتھ دوسری قرآنی محرمات کا بیان نہ کرنا۔ اور یہ ذکر کرنا۔ کہ میں لونڈیوں کے احکام بیان کرنے سے شرم کرتا ہوں ثابت کرتا ہے۔ کہ اس کے نزدیک دوسری عورتوں سے نکاح کرنا ہر طرح جائز ہے۔ لونڈیوں کے متعلق حیاء دامنگیر ہونا۔ اور باقی عورتوں کی حرمت نکاح کا بیان نہ کرنا اسبات کی دلیل ہے۔ کہ بہاءاللہ کے نزدیک ان تمام عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے جن کے ساتھ اسلام کی رو سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اگر کتاب اقدس کے سوا بہاءاللہ کی دوسری کتابوں میں بھی یہ تصریح پائی جاتی۔ کہ باپ کی منکوحہ عورت کے سوا فلاں فلاں عورتوں کے ساتھ بھی نکاح کرنا حرام ہے۔ تو یہ جواب دیا جاسکتا تھا۔ کہ اگر کتاب اقدس میں تمام محرمات کا ذکر نہیں آیا۔ تو دوسری کتابوں میں تو موجود ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ بہاءاللہ نے باپ کی منکوحہ عورتوں اور لونڈیوں کے سوا دوسری کسی عورت سے نکاح کرنے کی حرمت بیان ہی نہیں کی۔ اگر کی ہے۔ تو اہل بہاء۔ بہاءاللہ کی کسی کتاب کا حوالہ پیش کریں ؛

دو سے زیادہ عورتیں ناجائز ہیں

اسلامی شریعت کا نکاح کے معاملہ میں ایک حکم یہ بھی ہے۔ کہ انصاف اور عدل کی پابندی کے ساتھ دو سے زائد عورتیں بھی نکاح میں لائی جاسکتی ہیں۔ بشرطیکہ ان کے نکاح سے صرف عیش و عشرت مقصود نہ ہو۔ مگر بہاءاللہ اپنی شریعت میں یورپ کی تقلید اور اپنے بچاؤ کے لئے بیان کرتے ہیں۔ کہ دو سے زائد نکاح کرنا ناجائز ہے۔ چنانچہ کتاب اقدس میں لکھا ہے "قد کتب اللّٰہ علیکم النکاح ایاکم ان تجاوزوا عن الاثنین ...... لا تتبعوا انفسکم انہا لامارۃ بالبغی والفحشاء" کہ اے اہل بہاء نکاح کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے مگر دو سے زیادہ ہرگز نہ کیجیو۔ اس کی خلاف ورزی کر کے نفس کی پیروی نہ کرنا۔ جو کہ سرکشی اور بدکاری کا حکم دیتا ہے۔ بہاءاللہ کا اسلامی شریعت کے خلاف مطلقاً یہ حکم دینا کہ کسی صورت میں بھی دو سے زائد نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور جو ایسا کرتا ہے وہ نفس پرستی کرتا ہے۔ بہاءاللہ کے غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے ؛

مہر کی مقدار

نکاحوں میں مہر کے متعلق کتاب اقدس میں بہاءاللہ نے یہ حکم دیا ہے "قد قدر للمدن تسعۃ عشر مثقالاً[1] من الذہب الابریز وللقری من الفضۃ ومن اراد المزیاد حرم علیہ ان یتجاوز عن خمسۃ وتسعین مثقالاً" کہ مہر کی مقدار شہروں کے لئے انیس مثقال سونا ہے۔ اور دیہات کے لئے انیس مثقال چاندی۔ اور اگر کوئی شخص اس سے زیادہ مہر مقرر کرنا چاہے۔ تو ۹۵ مثقال سونا تک شہر والے اور ۹۵ مثقال چاندی تک گاؤں والے زیادتی کر سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ مہر باندھنا حرام ہے۔ حالانکہ اسلام نے ہر شخص کی طاقت کے مطابق اجازت دی ہے۔ کہ مہر میں کمی و بیشی دونوں باتیں ہوسکتی ہیں ؛

مسافر خاوند کی بیوی نو ماہ کے بعد نکاح کر سکتی ہے

عورت اور مرد کے متعلق بہاءاللہ نے ایک حکم یہ بھی دیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص سفر پر جانا چاہے۔ تو جانے سے پہلے اپنی بیوی سے وقت مقرر کر جائے۔ اور اگر کسی عذر سے اس وقت تک واپس نہیں آسکتا۔ تو اپنی بیوی کو اس عذر سے اطلاع دے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو بیوی کو نو ماہ کے بعد اختیار ہوگا۔ کہ دوسرا نکاح کرلے۔ چنانچہ کتاب اقدس میں لکھا ہے "لکل عبد اراد الخروج من وطنہ ان یجعل میقاتاً لصاحبتہ فی ایۃ مدۃ اراد ... ان اعتذر بعذر حقیقی فلہ ان یخبر قرینتہ ویکون فی غایۃ الجہد للرجوع الیہا ان فات الامران فلہا تربص تسعۃ اشہر معدودات وبعد اکمالہا لا باس علیہا فی اختیار الزوج" کہ ہر شخص جو اپنے وطن سے باہر جانا چاہتا ہے۔ اس پر فرض ہے۔ کہ اپنی بیوی کے ساتھ واپسی کا وقت مقرر کر جائے۔ اگر اس کو کوئی حقیقی عذر پیش آگیا ہے۔ اور وہ واپس نہیں آسکتا تو اپنی بیوی کو اس کی اطلاع بھیجدے۔ اور کوشش کرے۔ کہ واپس آجائے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ تو ۹ ماہ کے بعد عورت کا اختیار ہے۔ کہ دوسرا نکاح کرلے ؛

میاں بیوی میں بحالت سفر ناچاقی ہو جائے تو کیا کریں

اسکے ساتھ بہاءاللہ کا یہ بھی حکم ہے۔ کہ اگر میاں بیوی دونوں سفر میں ہیں۔ اور بحالت سفر۔ ان میں ناچاقی پیدا ہو گئی ہے۔ تو خاوند پورے ایک سال کا خرچ دیکر بیوی کو اس مقام میں لوٹا دے۔ جہاں سے گئے تھے۔ جیسا کہ کتاب اقدس میں لکھا ہے "والذی سافر وسافرت معہ ثم حدث بینہما الاختلاف فلہ ان یوتیہا نفقۃ سنۃ کاملۃ ویرجعہا الی المقر الذی خرجت عنہ" مطلب اس عبارت کا وہی ہے۔ جو اوپر درج ہے۔ اس لئے دوبارہ ترجمہ کی ضرورت نہیں ؛

تین طلاق کے بعد بھی رجوع ہو سکتا ہے

طلاق کے متعلق بہاءاللہ نے یہ ہدایت دی ہے۔ کہ اگر میاں بیوی میں رنجش یا کدورت پیدا ہو جاوے۔ تو ایک سال تک انتظار کیا جائے۔ اگر سال گذر جائے اور محبت تازہ نہ ہو۔ تو طلاق میں کوئی حرج نہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے۔ کہ تین طلاق کے بعد بھی رجوع ہو سکتا ہے حالانکہ اسلام نے کثرت طلاق کی برائی کا انسداد کرنے کیلئے حکم دیا ہے کہ ایسے مرد عورت پھر رجوع نہ کریں۔ کتاب اقدس کے اصل الفاظ یہ ہیں "اذا حدث بینہما کدورۃ اوکرہ لیس لہ ان یطلقہا ولہ ان یصبر سنۃ کاملۃ لعلہ تسطع بینہما رائحۃ المحبۃ وان کملت وما فاحت فلا باس فی الطلاق ... قد نہاکم اللّٰہ عما عملتم بعد طلقات ثلاث ... والذی طلق لہ الاختیار فی الرجوع بعد انقضاء کل شہر بالمودۃ والرضاء مالم تستحصن" یعنی اگر میاں بیوی میں رنجش اور کدورت پیدا

[1] ایک مثقال قریب ساڑھے چار ماشہ کے ہوتا ہے۔ منہ

ہو جائے۔ تو مرد کو سال سے پہلے طلاق نہ دینی چاہیئے۔ ممکن ہے۔ کہ اس عرصہ میں پھر محبت پیدا ہو جائے۔ اگر باہم محبت نہ ہو۔ تو سال کے بعد طلاق دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور جب تک عورت دوسرا نکاح نہیں کرتی۔ اس وقت تک عورت اور مرد کی باہمی رضامندی سے پھر رجوع ہو سکتا ہے۔ خواہ تین طلاقیں ہو چکی ہوں ٭

سود کا لینا مباح ہے

سود کے متعلق اسلامی تعلیم یہ ہے کہ وہ مطلقاً حرام ہے اور قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ کہ سود کا معاملہ کرنا خدا سے جنگ کرنا ہے۔ مگر بہائی شریعت جس میں ابدی محرمات کے ساتھ بھی نکاح کرنا جائز قرار دیا گیا ہے۔ اس میں سود کے ناجوازی کے کیا معنے تھے اس واسطے بہاء اللہ نے اپنے آسمان مشیت سے اہل بہار کے لئے یہ حکم نازل فرمایا ہے " فضلاً علی العباد ربا را مثل معاملات دیگر کہ ما بین ناس متداول است قرار فرمودیم۔ (اشراقات (اشراق نہم) صفحہ ۹۴) کہ ہم نے (بہاء اللہ) نے اپنے بندوں (اہل بہاء) پر مہربانی فرما کر سود کو بھی مثل دوسرے معاملات کے جو لوگوں میں مروّج ہیں۔ جائز قرار دیدیا ہے۔ اور اب لوگوں کے لئے جائز ہے کہ سود لیں بھی اور دیں بھی۔ بہاء اللہ نے سود کے جواز کا جو حکم دیا ہے۔ وہ بالکل انہی الفاظ میں ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے زمانہ نبوی کے سود خواروں کا قول قرآن مجید میں نقل فرمایا ہے۔ کہ انما البیع مثل الربوٰ و احل اللہ البیع و حرم الربوٰ" کہ سود خوار کہتے ہیں۔ کہ جیسا معاملہ بیع ہے۔ ویسا ہی معاملہ سود۔ حالانکہ بیع کو تو اللہ تعالےٰ نے حلال کیا ہے۔ اور سود کو حرام ٭

سونے چاندی کے برتنوں اور ریشمی لباس کے متعلق بہاء اللہ کا حکم

اسلامی شریعت میں ایک حکم یہ بھی ہے۔ کہ سونے چاندی کے برتن مسلمانوں کے لئے استعمال کرنے ناجائز ہیں۔ اور ریشمی لباس مردوں کو پہننا جائز نہیں۔ بہاء اللہ نے کتاب اقدس میں ان کے متعلق بھی یہ حکم دیا ہے۔ کہ ان کا استعمال منع نہیں ہے۔ چنانچہ لکھا ہے " من اراد ان یستعمل اوانی الذہب والفضۃ لا باس علیہ" کہ جو شخص سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنا چاہے۔ کرے۔ اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اور ریشمی لباس کے متعلق حکم دیا ہے " احل لکم لبس الحریر قد رفع اللہ عنکم حکم الحد فی اللباس واللحی" کہ اے اہل بہاء ریشمی لباس کا پہننا تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے۔ اور ڈاڑھی اور لباس کے متعلق جو پابندیاں پہلے تھیں۔ وہ اب منسوخ کر دی گئی ہیں ٭

سر منڈوانا منع ہے

تعجب ہے۔ کہ ڈاڑھی کی بابت تو بہاء اللہ نے کوئی پابندی نہیں رکھی۔ مگر سر کا منڈوانا جو شریعت اسلام میں بھی جائز تھا۔ اس کو بہاء اللہ نے ناجائز قرار دیا ہے۔ اور کتاب اقدس میں لکھا ہے " لا تحلقوا رؤسکم قد زینہا اللہ بالشعر" کہ اے اہل بہاء اپنے سروں کو ہرگز مت منڈوانا۔ کہ بالوں سے ان کی زینت ہے ٭

گانے بجانے کی کھلی اجازت

ریشمی لباس پہننے اور سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے اور ڈاڑھی کے صفایا اور محرمات کے ساتھ نکاح جائز کرنے کے بعد شریعت بہائیہ میں اگر گانے بجانے کی کھلی اجازت نہ ہوتی۔ تو یہ شریعت نامکمل رہجاتی۔ اس لئے جناب بہاء اللہ نے کتاب اقدس میں فرمادیا ہے " انا حللنا لکم اصغاء الاصوات والنغمات" کہ اے اہل بہاء ہم نے تمہارے لئے گانا بجانا بھی جائز کر دیا ہے۔ تاکہ تم پر کوئی دشواری نہ رہے۔ یہاں تک کہ اگر نماز میں اشعار پڑھے جائیں۔ تو نماز باطل نہیں ہوگی۔ چنانچہ اقدس میں فرمادیا ہے۔ " لا یبطل الشعر صلوٰتکم" کہ شعروں کا پڑھنا تمہاری نمازوں کو نہیں توڑے گا۔

انگلستان کی جدید حکومت کے ارکان

لنڈن ۶ نومبر۔ انگلستان کی پارلیمنٹ کا جو جدید انتخاب ہوا ہے۔ اس کے رو سے حکومت کے بعض وزراء کے نام حسب ذیل ہیں

مسٹر بالڈون	وزیر اعظم اور رہنمائے دار العوام
لارڈ برکن ہیڈ	وزیر ہند
مسٹر چرچل	خزانہ کا چانسلر
مسٹر آسٹن چیمبرلین	وزیر خارجہ
لارڈ سالسبری	لارڈ پریوی سیل
لارڈ کرزن	کونسل کا صدر اور رہنمائے دار الامرا
لارڈ کیو	لارڈ چانسلر
مسٹر ڈبلیو جائنسن ہکس	وزیر داخلہ
سر لیمنگ ورتھنگٹن ایونس	وزیر جنگ
سر سیموئل ہور	وزیر پرواز
مسٹر ڈبلیو سی برجمین	امیر البحر
سر فلپ لائڈ گریم	صدر مجلس تجارت
مسٹر نیوائیل چیمبرلین	وزیر صحت
سر جان گلمور	وزیر سکاٹ لینڈ
لارڈ یوسٹیس پرسی	صدر مجلس تعلیم
سر آرتھر سٹیل سٹیلینڈ	وزیر عمال
ڈگلس ہاگ	اٹارنی جنرل
مسٹر ای۔ ایف۔ ایل وڈ	وزیر زراعت (خواہی دفتری)

لفٹنٹ کرنل ایمری ... وزیر نو آبادیات ٭

بعدالت جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج مقام راولپنڈی

ملک سلامت رائے ولد ملک نند لعل سکنہ راولپنڈی بازار سربانوالہ۔ مدعی — دولھا خاں ولد شیر دل خاں ٹھیکیدار قوم پٹھان۔ سکنہ پاندک تحصیل و ضلع اٹک۔

دعوےٰ دلا پانے ۱۰۰ بروئے رسید

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بنام دولھا خاں ولد شیر دل خاں ٹھیکیدار قوم پٹھان سکنہ پاندک۔ تحصیل و ضلع اٹک

بیان حلفی مدعی سے پایا گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ لہذا اشتہار حسب آرڈر مذکور ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ اصالتاً یا مختارتاً ۲۸ ماہ نومبر ۱۹۲۴ء کو حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ نہ کرے گا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی ٭

آج بتاریخ ۴ ماہ نومبر ۱۹۲۴ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری ہوا ٭

مہر عدالت دستخط حاکم

بعدالت جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج مقام راولپنڈی

میونسپل کمیٹی بذریعہ محمد حسن محرر کمیٹی راولپنڈی۔ مدعی — عبد العزیز ٹھیکیدار ولد لسہ ذات کشمیری۔ سکنہ راولپنڈی

دعوےٰ ۴-۱۹ بابت کرایہ زمین

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بنام عبد العزیز ٹھیکیدار ولد لسہ ذات کشمیری سکنہ صدر راولپنڈی

درخواست مدعی و بیان حلفی سے پایا گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے لہذا اشتہار حسب آرڈر مذکور ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ اصالتاً یا مختارتاً ۱۹ ماہ نومبر ۱۹۲۴ء کو حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ نہ کریگا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی ٭

آج بتاریخ ۲۳ ماہ اکتوبر ۱۹۲۴ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری ہوا ٭

مہر عدالت دستخط حاکم